عبید اللہ لطیف

نظام زکوٰۃ کے فیوض و برکات اور سود کے نقصانات

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ وہ فقرہ ہے جسے ہم ہر مسلمان کی زبان سے اکثر و بیشتر سنتے رہتے ہیں۔ دیکھنے کو تو یہ چند الفاظ پر مشتمل ایک جملہ ہے' لیکن اس جملہ کے اندر جو جامعیت ہے' ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس کی جامعیت کا اندازہ تبھی ممکن تھا جب ہم اس جملہ کو سمجھتے ہوئے اپنی زندگیوں کو اسلامی سانچے میں ڈھال لیتے' لیکن افسوس صد افسوس کہ جب ہم بحیثیت قوم مجموعی طور پر جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں مسلمان صرف نام کا ہی نظر آتا ہے اور ہم اپنے ہر عمل میں کفار کی مشابہت اختیار کرنے میں فخر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہمارے اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر کفار کے نظاموں کو اپنانے کا ہی نتیجہ تو ہے کہ آج دنیا بھر میں مسلمان ذلت و رسوائی کا شکار نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ بندر اور خنزیر کے پجاری بھی آج ہماری بداعمالیوں اور گستاخیوں کے سبب اس حد تک شہ پا چکے ہیں کہ انہیں سرور کائنات امام الانبیاء' ساری کائنات سے افضل و برتر شخصیت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جعلی خاکے بنانے کی ناپاک جسارت کرنے کی جرات ہوئی۔ نہ صرف وہ توہین رسالت کے مرتکب ہو رہے ہیں' بلکہ مساجد و مدارس' حتیٰ کہ کلام الٰہی یعنی قران مجید کی بھی توہین کرنے سے باز نہیں آتے۔

یہ سب کچھ ہمارے قول و فعل میں تضاد کا نتیجہ ہے۔ اسلام نے ہمیں جو قوانین دیئے ہیں' اگر ہم ان قوانین کے مطابق زندگیاں بسر کریں تو یقیناً دنیا و آخرت میں ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جس کی مثال اسلامی نظام معیشت کو ہی لے لیجیے اور نظامِ معیشت میں سے بھی فرضیت زکوٰۃ اور حرمت سود کا جائزہ لے

لیں تو ہم پر واضح ہو جائے گا کہ ہم کس طرح ترقی کی منازل طے کر سکتے ہیں۔

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے‘ جس کے بارے میں تاجدارِ انبیاء علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) کلمہ توحید (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) روزہ (۵) حج۔ یہ پانچ چیزیں اسلام کے بنیادی ارکان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب ایک قبیلہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کیا تھا کہ اگر کوئی شخص زکوٰۃ میں دی جانے والی ایک رسی بھی دینے سے انکار کرے گا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے خلاف جہاد کرے گا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہی نہیں بلکہ زکوٰۃ ادا کرنے کے سبب انسان بہت بڑی آفات‘ مصائب سے بچتا ہے اور زکوٰۃ صرف مذہب اسلام میں ہی فرض نہیں پہلے انبیاء کے دور میں بھی فرض رہی ہے۔ زکوٰۃ کے بارہ میں قرآن مجید میں متعدد مقامات پر احکامات آئے‘ لیکن میں یہاں پر صرف چند ایک آیات کا ترجمہ ذکر کروں گا۔ قران مجید میں ارشاد ربانی ہوتا ہے کہ ’’نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘ (سورۃ النور:۵۶)

اس آیت مبارکہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ جو لوگ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں‘ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا رحم کرتا ہے۔ دوسری جگہ پر فرمانِ الٰہی میں زکوٰۃ کو گناہوں کا کفارہ اور تزکیہ نفس کا ذریعہ کہتے ہوئے اعلان فرمایا:

’’اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! تم ان کے اموال سے زکوٰۃ لے کر انہیں گناہوں سے پاک صاف کرو‘ نیز ان کے حق میں دعائے رحمت کرو کیونکہ تمہاری دعا ان کے لیے موجب تسکین ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ (سورۃ التوبہ:۱۰۳)

ایک اور مقام پر زکوٰۃ کو دولت میں برکت اور اضافے کا باعث بتلاتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ:

’’اور جو زکوٰۃ تم لوگوں کی خوشنودی کے لیے دیتے ہو‘ اس سے دراصل دینے والے اپنے مال میں اضافہ کرتے ہیں۔‘‘ (سورۃ الروم:۳۹)

ایک اور مقام پر فرمانِ الٰہی ہے کہ:

''زکوٰۃ کا نظام معیشت کی مضبوطی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔''

اس حوالہ سے جب جائزہ لیا جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ پاکستان کی آبادی اس وقت تقریباً بیس کروڑ ہے۔ بیس کروڑ میں سے اگر چھ کروڑ افراد سالانہ پچاس ہزار روپے کی رقم پر زکوٰۃ کی ادائیگی ہو تو کل رقم پچیس ارب روپے بنتی ہے۔ اگر دو کروڑ لوگوں پر ایک لاکھ پر زکوٰۃ کی ادائیگی ہو تو پچاس ارب روپے' پچاس ہزار آدمی دس لاکھ روپے پر زکوٰۃ ادا کرنے والے ہوں تو ایک ارب پچیس کروڑ روپے' دس ہزار آدمی دس کروڑ روپے پر زکوٰۃ ادا کریں تو پچیس ارب روپے' ایک ہزار آدمی ایک ارب پر زکوٰۃ ادا کرنے والے ہوں تو پچیس ارب روپے بنتی ہے۔ اس طرح اگر بیس کروڑ کی آبادی میں سے صرف آٹھ کروڑ اکسٹھ ہزار آدمی صحیح طریقے سے زکوٰۃ ادا کریں تو سالانہ صرف ایک کھرب چھبیس ارب زکوٰۃ نکلتی ہے۔ اگر یہی زکوٰۃ حقداروں کو پچاس ہزار روپے کے حساب سے فی کس ادا کر دی جائے تو سالانہ پچیس لاکھ بیس ہزار لوگوں میں تقسیم ہو گی' جس سے یہ لوگ اپنا روزگار بہتر طریقے سے چلا سکتے ہیں۔

اسی طرح ہر سال صحیح طریقے سے زکوٰۃ ادا ہوتی رہے تو کیا بے روزگاری کا خاتمہ ممکن نہ ہوگا۔ اگر اسی طرح زکوٰۃ کی رقم سے متوسط درجے کے گھر تعمیر کیے جائیں تو سالانہ پانچ لاکھ مکان تعمیر ہو سکتے ہیں۔ اتنی ہی رقم میں اگر یتیم اور بے سہارا بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہو تو سارے ملک میں ایک سال کی زکوٰۃ سے ایک ہزار ایسے مراکز تعمیر ہو سکتے ہیں جن میں پانچ لاکھ بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ملک میں صحیح طریقہ سے نظام زکوٰۃ نافذ ہو جائے تو چند ہی سالوں میں پورے ملک میں ایک عظیم معاشی انقلاب بپا ہو سکتا ہے۔ زکوٰۃ کے فیوض و برکات کا ایک دوسرے پہلو سے بھی جائزہ لیا جائے تو صرف ایک سال کی زکوٰۃ سے جہاں گھروں کی تعمیر اور تعلیمی اداروں کی تعمیر پر یہ ساری رقم گردش میں آئے گی تو اس میں سے کتنے لوگوں کو روزگار ملیں گے۔

''جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لیے کسی خوف و رنج کا موقع نہیں۔'' (سورۃ بقرہ: ۲۷۷)

قرآن مقدس میں یہ تو تھے چندوہ احکامات جن میں زکوٰۃ کی فرضیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اب چندایک آیات درج کرتا ہوں جن میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعیدیں ہیں۔ سورۃ آلِ عمران میں ہے کہ:

''جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے مال و دولت دی ہے اور وہ بخیلی سے کام لیتے ہیں' اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخل ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لیے بہت برا ہے' اس بخل سے وہ جو کچھ جمع کررہے ہیں' اسے قیامت کے دن طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈالا جائے گا۔'' (سورۃ آلِ عمران: ۱۸۰)

ایک اور جگہ قرآن مجید میں ہے:

''دردناک سزا کی خوشخبری دیجیے ان لوگوں کو جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں' پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا۔ لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔'' (سورۃ توبہ: ۳۵،۳۴)

آخرت کی کامیابی کے حوالہ سے قرآن مجید میں زکوٰۃ کی فرضیت' فضیلت اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لیے جو دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے' وہ آیات مبارکہ میں نے درج کردیں تاکہ زکوٰۃ کی اسلام میں اہمیت کا اندازہ ہوسکے۔

اب آتے ہیں زکوٰۃ کے نصاب کی طرف کہ اہل سنت کے نزدیک اڑھائی فیصد زکوٰۃ ادا کی جائے گی اور اثنائے عشریہ یعنی اہل تشیع کے نزدیک پانچ فیصد زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اور کتنے لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ خالق کائنات نے اقتدار حاصل ہونے کے بعد نظامِ زکوٰۃ کا نفاذ فرض قرار دیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو نماز قائم کریں گے' زکوٰۃ ادا کریں گے' نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے۔ تمام معاملات کا انجام تو بس اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔'' (سورۃ

حج:۴۱)

ایک طرف زکوٰۃ کی ادائیگی کا نظام اگر بے روزگاری کے خاتمے اور معیشت کی مضبوطی کا سبب بنتا ہے تو دوسری طرف سود کی شکل میں ایک ایسا دبا موجود ہے جو نہ صرف معیشت کی تباہی اور بے روزگاری کا اہم سبب' بلکہ آخرت میں ذلت و رسوائی کا ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید سورۃ بقرہ میں سود لینے' دینے اور معاہدہ تحریر کرنے کو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کھلا اعلان جنگ قرار دیا گیا ہے۔ نبی رحمت علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے کہ سود کے گناہ کے ستر درجے ہیں' ان میں سے سب سے کم درجہ ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ)

معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض لوگوں کو دیکھا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اور ان میں سانپ ہی سانپ بھرے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔

ہمارے ہاں بنک اور مختلف ادارے یا کمپنیاں سود دے رہی ہیں۔ جن میں سے اصل رقم آٹھ دس سال میں دُگنا ہو جاتی ہے۔ اس طرح ایک سرمایہ دار بغیر کسی نقصان اور محنت کے گھر بیٹھے بٹھائے لاکھوں کروڑوں کما سکتا ہے۔

توجہ طلب بات تو یہ ہے کہ سرمایہ دار تو مختلف کمپنیوں یا سکیموں سے بڑھتا چڑھتا سود وصول کر لیتا ہے' لیکن یہ آتا کہاں سے ہے؟ چھوٹے درجے کے صنعتکاروں' متوسط طبقہ کے تاجروں' چھوٹے زمینداروں کسانوں اور مزدوروں کی جیب سے جن کی تعداد ملک کے اندر بلاشبہ کروڑوں میں ہے۔ یہ لوگ ایک مرتبہ سود کے چکر میں پڑتے ہیں تو عمر بھر نکل نہیں پاتے۔ حکیم الامت علامہ اقبال نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ:

ظاہر میں تجارت حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگ مفاجات

سودی نظام کے ذریعے فرد واحد پر جو ظلم ہو رہا ہے وہ تو ہے ہی' لمحہ بھر کے لیے غور فرمائیں کہ یہ سودی نظام ملکی معیشت کے لیے کتنی بڑی لعنت بن کر مسلط ہے۔ سرمایہ دار اپنا سرمایہ بنکوں یا مختلف سکیموں میں رکھ کر سود در سود کھاتا رہتا ہے۔ سرمایہ رکھنے کی وجہ سے ملکی پیداوار' کاروبار اور تجارت میں شدید کمی واقع ہوتی ہے اور یوں برآمدات میں کمی اور درآمدات میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے' جو بالآخر زرمبادلہ کی کمی اور کثیر غیر ملکی قرضوں کا باعث بنتا ہے۔ ان قرضوں کی ادائیگی کے لیے حکومت ہر سال ٹیکس میں اضافہ کر دیتی ہے۔ کسٹم ڈیوٹیاں بڑھتی ہیں' جس کے نتیجے میں اشیائے صرف کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور اس طرح عام آدمی جو براہِ راست سود میں ملوث نہیں ہوتا' سودی نظام کی وجہ سے وہ بھی بمشکل جسم و جان کا رشتہ قائم رکھ پاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حرمت سود اور نظام زکوٰۃ میں خیر ہی خیر ہے۔ اسلامی نظام معیشت کے علمبردار جنہیں اس وقت ساری دنیا کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دینا چاہیے تھا' خود باطل نظاموں کی فریب کاریوں کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔

مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیئے سائے ہم نے

محترم قارئین! میں نے آپ کے سامنے بے روزگاری' معیشت کی بدحالی کا سبب (سود) بتا دیا ہے اور اسی طرح اس معاشی بدحالی اور بے روزگاری سے نکلنے کا طریقہ (نظامِ زکوٰۃ کا نفاذ) بتا دیا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک بحرانوں سے نکلے' ہماری معیشت مضبوط ہو تو آیئے اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی گزاریں اور اپنے آپ کو ہر لحاظ سے اسلام میں مکمل داخل کر لیں تو ان شاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب ساری دنیا پر پھر سے مسلمان غالب ہوں گے۔ بقول شاعر:

کی محمدؐ سے وفا تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں